

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس کے فضل سے یہ سب کچھ ممکن ہوا۔ راقم گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں چھ سال زیر تعلیم رہا۔ اس عرصہ میں راقم نے اس عظیم درسگاہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ راقم کو اردو ادب سے بالخصوص غالب سے ایک لگاؤ سکول کے زمانے ہی سے پیدا ہو گیا تھا۔ اس لیے راقم نے اپنے اس ذوق کی تسلیم کے لیے ایف۔ اے سے ہی ادب کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا اور انٹر میں اردو کو اختیاری مضمون کے طور پر منتخب کیا۔ بعد ازاں علمی پیاس بھانے کے لیے بی۔ اے آنرز اردو میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور اس ڈگری کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں تعلیمی سلسلہ باقاعدہ جاری رکھنے کے لیے ادارہ ہذا میں ہی ایم۔ فل اردو میں داخلہ لیا۔ بی۔ اے آنرز کی طرح ایم۔ فل میں بھی بہت کچھ نیا سیکھنے کو ملا بالخصوص علم ترجمہ کے حوالے سے نصاب میں شامل کورس پسندیدہ رہا اور اساتذہ سے اپنی استعداد کے مطابق فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس لیے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میرے لیے اشفاق احمد اور بانو قدیسہ کی طرح ایک درگاہ کا درجہ اختیار کر گئی۔

میرے مقالے کا موضوع ہے ”اشفاق احمد اور بانو قدیسہ کے افسانوں میں عورت کے تصور کا مقابلی جائزہ“ یہ عنوان میرے لیے بھی اہم تھا کہ آنرز کے مقالے میں میں افسانے پر ایک اچھا کام کر کے نمایاں پوزیشن حاصل کر چکا تھا اور دوسرا اس موضوع پر باقاعدہ کوئی مقالہ یا کتاب سامنے نہیں آئی تھی اور میرے لیے یہ غریبی بات تھی کہ اس موضوع پر میں باقاعدہ ایک مقالہ تحریر کروں۔ لہذا میں نے اپنی طرف سے ایک اچھی کوشش کی ہے۔

راقم کا مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول کا عنوان ”اشفاق احمد اور بانو قدیسہ کے حالات زندگی“ ہے۔ اس میں اشفاق احمد اور بانو قدیسہ کے حالات زندگی اختصار سے بیان کیے ہیں۔ باب دوم کا عنوان ”اشفاق احمد کے ہاں کا عورت کا تصور“ ہے۔ اس باب میں اشفاق احمد کے ہاں معاشرے میں عورت کی مختلف حیثیتوں اور کرداروں کے حوالے سے جو تصور پایا جاتا ہے اسے جاننے کی کوشش کی گئی ہے اور آخر میں عورت کا اجمالي تصور بھی پیش کیا گیا ہے۔ باب سوم کا عنوان ”بانو قدیسہ کے ہاں عورت کا تصور“ ہے۔ اس باب میں بانو قدیسہ کے

ہاں عورت کا جو تصور پایا جاتا ہے اس کو مختلف حوالوں سے جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ باب چہارم کا عنوان ”ashfaq ahmed aur banu qdsyہ کے افسانوں میں عورت کے تصور کا مقابلی جائزہ“ ہے۔ یہ باب دونوں مصنفین کے افسانوں میں عورت کا جو تصور ملتا ہے اس کے مقابلی جائزے پر مشتمل ہے اور یہ مقالے کا نہایت اہم اور مرکزی حصہ ہے۔

میں نے اپنے تمام تر کام کی بنیاد ہی اشFAQ ahmed aur banu qdsyہ کے افسانوں پر رکھی اور اصل متن کا پوری گہرائی سے کامل طور پر مطالعہ کرنے کی کوشش کی۔ راقم نے اشFAQ ahmed aur banu qdsyہ کے افسانوی مجموعوں کا قریباً دو مرتبہ مطالعہ کیا اور اپنے متعلقہ موضوع کی مناسبت سے نوٹس تیار کیے۔

مقالے سے قبل بھی متعلقہ موضوع کے حوالے سے کچھ آراء سن رکھی تھیں مگر وہ میرے لیے حرف آخر نہ تھیں کیونکہ ان پر اعتماد کر کے اُسی کے موافق کام کرنا ایسا ہی ہے کہ گویا اپنی پسند کا فتویٰ چاری کرنے کے لیے اپنی پسند سے متعلقہ حوالے تلاش کرنا اور ان کو سیاق و سباق سے بے نیاز کر کے توڑ مروڑ کر اس طرح پیش کرنا کہ اپنی پسند کے نتائج اخذ ہوں۔ اس رویے کے برعکس میں جو نتائج برآمد کر سکا ہوں وہ ان کے حوالوں کے تالیع ہیں۔ یعنی ان دونوں کے ہاں جو بھی مجھے محسوس ہوا وہ بیان کر دیا یعنی اپنی پسند یا ذاتی تصور یا پہلے سے طے شدہ تصورات کا پابند نہیں کیا۔ میری طرف سے یہ ایک مخلصانہ کوشش ہے میں اسے حرف آخر ہرگز قرار نہیں دیتا میں نے ان کے تصور کی بازیافت میں ذاتی مداخلت سے حتی الوع گریز کیا ہے اور بالکل غیر جانبدار رہتے ہوئے ایک تجویہ پیش کیا ہے۔ میرے کام کے موضوع کی نوعیت بطور مقالہ نگار میرے لیے زیادہ تمعر و ضمی تھی۔ میں نے دونوں مصنفین کے افسانوی کرداروں کے مکالموں اور حرکات کے پس پرده جذبات اور داخلی کیفیات کو محسوس کرنے کی کوشش کی ہے اور انہی عناصر میں ان کے بنیادی تصورات پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح دونوں کے ہاں پہلے جدا جدا طور پر عورت کے معاشرے میں مختلف کرداروں کے حوالے سے ان کے تصورات کو جاننے کی کوشش کی ہے جس سے انفرادی طور پر ہر ایک مصنف کا تاثر واضح ہو جاتا ہے پھر مقابلی نقطہ نظر سے متعلقہ کرداروں کا جائزہ پیش کر کے نتائج اخذ کیے ہیں۔ جزو کے ذریعے کل تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اور داخلی طور پر خود پر ہونے والے انکشافتات کو بھی محسوس کیا ہے۔ مختصر یہ کہ پورے خلوصِ دل سے اور کمال محنت سے میں نے اپنے کام کو سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔

میں اپنے مقالے کی نگران ڈاکٹر الماس خانم کا بہت شکر گزار ہوں جن کی مؤثر رہنمائی اور ذاتی توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ مجھے جہاں جہاں بھی کوئی مشکل پیش آئی انہوں نے بھرپور تعاون کیا۔ مواد وغیرہ